Pakistan Islamicus

An International Journal of Islamic and Social Sciences

(Quarterly)

Trilingual: Urdu, Arabic, and English

pISSN: 2789-9365 eISSN: 2790-4911

https://pakistanislamicus.com/index.php/home

Published by:

Muslim Intellectuals Research Center

Multan-Pakistan

website: www.mircpk.net

Copyright Muslim Intellectuals Research Center

All Rights Reserved © 2021. This work is licensed under a

Creative Commons Attribution 4.0 International License

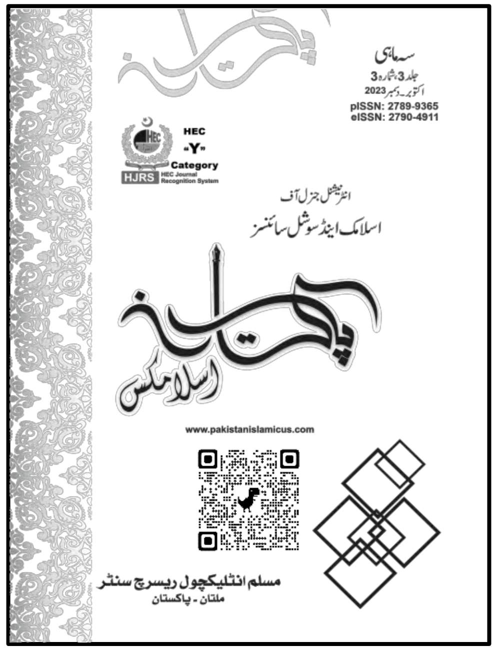

TOPIC

قواعد فقہیہ کے ارتقائی سفر کا تدریجی مطالعہ

THE STUDY OF EVOLUTIONARY DEVELOPMENTS IN ISLAMIC LEGAL MAXIMS

AUTHORS

Dr Hafiz Irfanullah

Assistant Professor

Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore, Punjab, Pakistan.

irfanullah@lgu.edu.pk

Dr Tahir Masood Qazi

Head of Department

Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore, Punjab, Pakistan.

drtmqazi@lgu.edu.pk

How to Cite

Irfanullah, Dr Hafiz, Dr Tahir Masood Qazi. 2023.

قواعد فقہیہ کے ارتقائی سفر کا تدریجی مطالعہ

"THE STUDY OF EVOLUTIONARY DEVELOPMENTS IN ISLAMIC LEGAL MAXIMS".

PAKISTAN ISLAMICUS (An International Journal of Islamic & Social Sciences)

3 (3): 134-158.

https://pakistanislamicus.com/index.php/home/article/view/68

قواعد فقہیہ کے ارتقائی سفر کا تدریجی مطالعہ

THE STUDY OF EVOLUTIONARY DEVELOPMENTS IN ISLAMIC LEGAL MAXIMS

Dr Hafiz Irfanullah
Assistant Professor
Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore, Punjab, Pakistan.
irfanullah@lgu.edu.pk

Dr Tahir Masood Qazi
Head of Department
Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore, Punjab, Pakistan.
drtmqazi@lgu.edu.pk

Abstract

The juristic maxims have gained current development after taking different evolutionary steps with the passage of time. Earlier, Jurists used the Quran, Hadith, and sayings of pious companions to resolve the issues. This was the informal beginning of juristic Maxims as it is found in the books of Imam Shafi, Imam Abu Yousaf and Imam Muhammad. Later, different jurists used to resolve the social issues. Also, it was observed in the incident of Abu Tahir Dabbas and Abu Saeed Harvi. After this, separate books were compiled on these Maxims. The objective of this study is to highlight the approaches of initial juristic schools of thought. This is qualitative research, and data includes the Quran, Hadith and books of juristic scholars. Hanafi jurists hold a higher status as compared to others. So, for the first time, the practical struggle of Imam Abu Al-Hasan Al-Karkhi appeared. Then, Imam Nasfi explained these Maxims with examples, and *Tasees al-Nazar Munsah* was compiled. Like this, the work on juristic maxims was started. The work of every jurist was quite different from any other. In some places, these Maxims were explained under Shari'ah objectives but in some ways, these were arranged according to juristic themes. Some scholars arranged these Maxims alphabetically. Some scholars compiled on the base of some special topics. Nowadays, these maxims hold valuable attention from Islamic scholars. So, in different universities, a lot of work has been done on different juristic topics. The basics of these maxims have been highlighted. In Urdu language, a lot of work has been done. Some books have been translated into other languages, especially *Mujallah AL-Ahkaam Al-Adliah* was translated. Some scholars compiled these Maxims for permanent purposes. They translated them into Urdu and worked on their commentaries.

Keywords: Juristic Maxims, Evolutionary Steps, Jurists, Social Issues.

دیگر علوم کی طرح فقہی قواعد بھی بہت سے ارتقائی سفر طے کرتے ہوئے موجودہ صورت تک پہنچے ہیں۔ایسا نہیں ہوا کہ ان کو ایک ہی مرحلہ میں کسی فقیہ نے انہیں مدون کر دیا ہو، دوسرے مرحلے میں کسی نے اس کی تشریح کر دی ہو، تیسرے مرحلے میں ان کی تقسیم کر دی ہو اور چوتھے مرحلے میں ان قواعد کی مسائل کے ساتھ تطبیق دی جاتی رہی ہو اور نہ ایسا ہوا کہ اس کام کے لیے ایک علماء کا بورڈ تشکیل دیا گیا ہو، ان کے ذمے یہ فریضہ سونپ دیا گیا اور انہوں نے کچھ عرصہ لگا کر ان قواعد کی تدوین، ترتیب و تشریح وغیرہ امور سرانجام دیے ہوں۔ بلکہ فقہاء نے قرآن و حدیث، آثار صحابہ اور اقوال آئمہ فقہاء سے ان قواعد کو تلاش کیا، فقہاء کرام کی نصوص کا بنظر غائر مطالعہ کیا اور فقہاء نے جس طرح ان قواعد کو سامنے رکھتے ہوئے مسائل حل کیے ان کا طرز عمل دیکھا اور اس طرح آہستہ آہستہ قواعد فقہیہ اپنے ارتقائی مراحل طے کرتے رہے۔ مسائل کے حل کے لیے جو بنیادی طریقہ کار تھا کہ مصادر شرعیہ (قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس) سے احکام کا استنباط کیا جاتا تھا، یہ قواعد بھی اسی طرح معرض وجود میں آتے گئے۔ ابتدائی دور میں چونکہ قرآن و حدیث سے بلاواسطہ استنباط ہوتا رہا بعد ازاں حالات و زمانہ تبدیل ہوئے، نئے عوامل سامنے آئے، اجماع و قیاس کی ضرورت زیادہ محسوس ہوئی، کسی بھی مسئلہ سے متعلق فقہی نتیجہ تحریر کی صورت میں سامنے آیا تو فقہاء کو اندازہ ہوا کہ کئی فقہی نتائج ایسے ہیں جن سے بہت سارے مسئلے حل ہوتے ہیں چنانچہ آہستہ آہستہ انہیں فقہی قواعد کی صورت میں جمع کر لیا گیا۔ اس طرح مختلف علمی شہ پارے معرض وجود میں آنے شروع ہوئے۔

قواعد فقہیہ کے ارتقائی مراحل کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث نے قواعد کو بنیاد فراہم کی۔ بعد ازاں آثار صحابہ میں ایسے جملے ملتے ہیں جنہیں قواعد فقہیہ کا نام دیا جا سکتا ہے۔ قرآن مجید کی درج ذیل آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ارشادات ربانی فقہی قاعدہ کی حیثیت بھی رکھتے ہیں:

"وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ"[1]

اللہ تعالیٰ دین کے معاملے تمہیں حرج میں نہیں ڈالنا چاہتا۔

شریعت اسلامی انسانی فطرت کے عین موافق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اسی چیز کا مکلف بنایا ہے جس کی اس میں وسعت ہے۔ اس کی گنجائش سے بڑھ کر کوئی حکم اس پر نافذ نہیں کیا گیا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[1] ۔ القرآن، سورۃ الحج 78:22

Al.Qurān, 22:78

"لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا"[2]

اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی گنجائش سے بڑھ کر مکلف نہیں بناتا۔

"فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ"[3]

لیکن جو مجبور ہو وہ نہ تو سرکشی کرے اور نہ حد سے تجاوز (اور ان حرام چیزوں کو کھالے) تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

"أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى"[4]

کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

"وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى"[5]

انسان کو وہی ملے گا جس کی اس نے کوشش کی۔

اسی طرح احادیث نبویہ میں ایسے بہت سے جملے ہیں جو فقہی قواعد بھی ہیں جیسے آنحضرت ﷺ کے درج ذیل ارشادات ہیں:

"لاَ ضَرَرَ وَلاَ إِضِرَارَ"[6]

نہ کسی کو نقصان پہنچانے کی ابتدا کرو اور نہ بدلے میں کسی کو نقصان پہنچاؤ۔

"إنما الأعمال بالنيات."[7]

اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔

"البينة على المدعي واليمين على المدعى عليه"[8]

گواہی مدعی کے ذمہ ہے اور قسم مدعی علیہ کے ذمہ ہوگی۔

---

[2] ۔القرآن، سورۃ البقرۃ286:2 — Al.Qurān, 2: 286

[3] ۔ایضاً، سورۃ البقرۃ174:2 — Ibid, 2: 174

[4] ۔ایضاً، سورۃ النجم3:53 — Al.Qurān, 53:3

[5] ۔ایضاً:39 — Ibid, 39

[6] ۔ابو بکر احمد بن الحسین بیہقی، السنن الکبریٰ، کتاب الصلح ،باب لا ضرر و لا ضرار، مجلس دائرۃ المعارف النظامیۃ، الھند، ط1334، رقم الحدیث11717

Byhqi، Abu bakr Aḥmad bin Alḥussain,Alssunan ulkubrā, kitāb uṣulḥ, Bāb lā ḍarar wa lā ḍarār,Majlis dāira ālmārif ulniẓāmih ، alhind, 1334, ḥadiṯh no 11717

[7] ۔محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، کتاب بدء الوحی، باب كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ رقم الحدیث1

Muḥammad bin Ismāil Bukẖāri , Aljāmeʿ Aṣaḥiḥ ،kitāb badʾ lwaḥi،bāb kyfa kāna badulwaḥi ilā Rasōlillh, Ḥadiṯh no: 1

[8] ۔ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذی، سنن ترمذی، كتاب الأحكام وباب ما جاء في أن البينة على المدعي واليمين على المدعى عليه ،رقم الحدیث1341

Abu Esā,Muḥammad bin Esā , Atirmazi ،Sunan Atirmazi, kitābulaḥkām, bāb mā jā fi anna lbyina alalmudʿy wa lyamīn āl mudda aʿlyh, Ḥadiṯh no:1341

آثار خلفاء راشدین میں فقہی قواعد وضوابط

نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔دوران خلافت آپ کے پاس مسائل آتے جنہیں حل کیا جاتا جس کا طریقہ یہی تھا کہ پہلے قرآن پھر رسول اللہ ﷺ کی حدیث۔اگر قرآن وحدیث میں اس کا حل نہ ملتا تو صحابہ سے مشاورت کر کے ان مسائل کا حل تلاش کیا جاتا۔سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے اقوال میں کثیر تعداد ایسے جملوں کی ہے جنہیں فقہی قاعدہ کہا جا سکتا ہے۔ذیل میں ان کی مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

مہاجر بن امیہ یمامہ کے علاقہ میں بطور امیر فرائض سرانجام دے رہے تھے ان کے پاس دو گلوکارہ خواتین کا مقدمہ لایا گیا کہ ان میں سے ایک نے نبی کریم ﷺ کو سب وشتم کیا ہے جبکہ دوسری نے مسلمانوں کی ہجو کی ہے۔انہوں نے سزا دیتے ہوئے ان کا ایک ایک ہاتھ کاٹ دیا اور سامنے والے دانت نکال دیئے۔حضرت ابو بکرؓ کو یہ خبر ملی تو آپ نے مہاجر بن امیہ کو خط لکھا کہ مجھے گستاخ گلوکارہ خاتون کے متعلق آپ کے فیصلے کی اطلاع ملی ہے۔اگر آپ نے اسے سزا نہ دی ہوتی تو میں اسے قتل کرنے کا حکم دیتا کیونکہ انبیاء کی گستاخی کی حد عام حدود کی طرح نہیں۔چنانچہ آپ نے ایک فقہی ضابطہ بیان فرمایا:

"فمن تعاطى ذلك من مسلم فهو مرتد، أو معاهد فهو محارب غادر"[9]

اگر کوئی مسلمان اس گناہ کا ارتکاب کرے تو وہ مرتد ہوگا اور اگر معاہد ایسا کرے تو وہ جنگی جرم کا مرتکب ہوگا اور بغاوت کرنے والا شمار ہوگا۔

" إِنَّمَا الْغَنِيمَةُ لِمَنْ شَهِدَ الْوَقْعَةَ"[10]

مال غنیمت اس کے لیے ہوگا جو میدان کارزار میں حاضر ہوا۔

---

9 ۔ علاءالدین علی بن حسام الدین المتقی الھندی، کنزالعمال في سنن الأقوال والأفعال، كتاب الحدود من قسم الأفعال، فصل في أنواع الحدود (بيروت ، مؤسسة الرسالة، 1401ھ/1981ء) ج5،ص568

Alāuddīn Ali bin ḥusāmuddīn, Almuttaqī, Alhindī, kanzulummāl fī sunan alqwāl wālafāl, kitābu lḥadwd min qismi lafāl, faṣl fī anwā lḥadwd (Beirut, Moassasulrisālh, 1981/1401 ')Vol 5,P 568

10 ۔ ابو بکر احمد بن الحسین بیہقی، السنن الکبری، کتاب السیر، باب الْغَنِيمَةِ لِمَنْ شَهِدَ الْوَقْعَةَ ، رقم18409

Abu bakr Aḥmad bin Alḥussain albyhqi,Alssunan ulkubrā, kitāb ussiar, bāb ul ġanīmat liman shahida waqat, Ḥadiṯh no:18409

"مَنْ قَتَلَهُ حَدٌّ فَلاَ عَقْلَ لَهُ."[11]

جس شخص کو بطور حد قتل کیا گیا اس کی کوئی دیت نہیں ہو گی.

حضرت عمر فاروق کے ملفوظات میں درج ذیل فقہی قواعد منقول ہیں:

"مَنْ شَرِبَ مِنَ الْخَمْرِ قَلِيلاً ، أَوْ كَثِيرًا ضُرِبَ الْحَدُّ."[12]

جس شخص نے شراب پی چاہے کم ہو یا زیادہ اسے حد لگائی جائے گی۔

"أَيُّمَا رَجُلٍ مَلَّكَ امْرَأَتَهُ أَمْرَهَا أَوَ خَيَّرَهَا فَافْتَرَقَا مِنْ ذَلِكَ الْمَجْلِسِ فَلَمْ تُحْدِثْ فِيهِ شَيْئًا ، فَأَمْرُهَا إِلَى زَوْجِهَا "[13]

جس شخص نے اپنی بیوی کو اس کا مالک بنا دیا (طلاق دینے کا) یا اسے اختیار دے دیا۔ پھر دونوں اس مجلس سے اٹھ گئے اور عورت نے اختیار استعمال نہ کیا تو بیوی (کو طلاق دینے) کا معاملہ مرد کے اختیار (دوبارہ) آجائے گا۔

مفقود الخبر کی بیوی کے بارے میں آپ نے فرمایا:

"أن امرأته تتربص أربع سنين وأربعة أشهر وعشرا بعد ذلك ثم تزوج"[14]

اس کی بیوی چار سال گزارے گی اور اس کے بعد چار مہینے دس دن عدت گزار کے شادی کر سکتی ہے۔

---

11 ۔ أبو بکر عبداللہ بن محمد بن أبی شیبہ، مصنف ابن أبی شیبہ ، کتاب الديات ، باب مَنْ قَالَ لَيْسَ لَهُ دِيَةٌ إِذَا مَاتَ فِي قِصَاصٍ رقم:28243

Abu bakr Abdullh bin Muḥammad bin abi shybah, Mṣanaf ibn e Abi shybh, kitābu diāt, bāb man qāla lysa laho diat aza māt fī qisāṣ, Ḥadiṯh no: 28243

12 ۔ أبو بکر عبداللہ بن محمد بن أبی شیبہ، مصنف ابن أبی شیبہ، كِتَابُ الْحُدُودِ ، باب فِي قَلِيلِ الْخَمْرِ ، فِيْهِ حَدٌّ أَمْ لاَ ؟. رقم28987

Abu bakr Abdullh bin Muḥammad bin abi shybah, Mṣanaf ibn e Abi shybh, kitābu lḥadwd, bāb fī qalīl Alkhamr fīhi ḥad am lā ? Ḥadiṯh no:28987

13 ۔ایضاً، كتاب الطَّلاَقِ، باب مَا قَالُوا فِي الرَّجُلِ يُخَيِّرُ امْرَأَتَهُ ، فَلاَ تَخْتَارُ حَتَّى تَقُومَ مِنْ مَجْلِسِهَا رقم 18416

Ibid, kitābuṭalāq, bāb mā qālw fi lrajuli Yukhayyiro Imratah falā takẖtāro ḥatā taqoma min majlisihā Ḥadiṯh no:18416

14 ۔ایضاً، باب التي لا تعلم مهلك زوجها رقم 12318

Ibid, bāb allati lā talam mahlika zwjatihā, Ḥadiṯh no:12318

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بیان کردہ اصول میں چند درج ذیل ہیں:

"أيما رجل جالس أعمى فأصابه بشيء فهو هدر"[15]

اگر کوئی شخص کسی نابینا کے پاس بیٹھا اور اسے (نابینا سے) کوئی نقصان پہنچ گیا تو اس کا کوئی جرمانہ وغیرہ نہیں ہوگا۔

"إذا اقتتل المقتتلان فما كان بينهما من جراح فهو قصاص."[16]

جب دو لوگ باہم لڑ پڑے اور ان کو کوئی زخم لگ گیا تو اس کا قصاص ہوگا۔

"من كفر بعد إيمانه طائعا فإنه يقتل"[17]

جو شخص ایمان کے بعد اپنی خوشی سے کافر بن جائے تو اسے (مرتد ہونے کی بناپر) قتل کردیا جائے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارشادات میں سے درج ذیل فقہی قواعد پیش خدمت ہیں:

"فِي قَلِيلِ الْخَمْرِ وَكَثِيرِه ثَمَانُون"[18]

شراب پینے کی صورت میں اسی (80) کوڑے لگائے جائیں گے شراب کم پی ہو یا زیادہ۔

"مَنْ قَاسَمَ الرِّبْحَ فَلاَ ضَمَانَ عَلَيْهِ."[19]

جس نے نفع تقسیم کیا اس پر کوئی ضمان نہیں ہے۔

---

15 ۔ ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی، مصنف عبدالرزاق، كتاب العقول، باب جناية الأعمى رقم 17862

Abu bakr Abdurrazāq bin humām aṣanāni, Muṣanaf Abdurrzāq, kitāb ul aqol, bāb jināytul aamā, Ḥadiṯh no: 17862

16 ۔ ایضا ،باب المقتتلان والذي يقع على الآخر أو يضربه ،رقم 40317

Ibid, bāb ul muqtatilān wallazī yaqao alāl ākẖari aw yaḍriboho, Ḥadiṯh no: 40317

17 ۔ ابو بکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی، السنن الکبری، كتاب المرتد، باب قتل من ارتد عن الإسلام إذا ثبت عليه رجلا كان أو امرأة، رقم 16651

Abu bakr Aḥmad bin Alḥussain albyhqi, Alssunan ulkubrā, kitāb ul murtad, bāb qatl man irtadaa an Islām izā ṯabata alyhi rajulā kān aw imrah, Ḥadiṯh no: 16651

18 ۔ ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ، مُصنف ابن ابی شیبہ ، كِتَابُ الْحُدُودِ ، باب فِي قَلِيلِ الْخَمْرِ ، فِيْهِ حَدٌّ أَمْ لاَ ؟ رقم 28983

Abu bakr Abdullh bin Muḥammad bin abi shybah, Mṣanaf ibn e Abi shybh, kitābu lḥadwd, bāb fī qalīl Alkhamr fīhi ḥad am lā ? Ḥadiṯh no:28983

19 ۔ ایضاً، كِتَاب البيوعِ والأُقضِية ، باب فِي المضاربةِ والعارِيّةِ و الودِيعةِ ،رقم 21872

Ibid: kitābul bayow, wāl aqḍiyh, bāb filmuḍārabh wālāriah wal wadiah, Ḥadiṯh no:21872

"يُضْرَبُ الرَّجُلُ قَائِمًا وَالْمَرْأَةُ قَاعِدَةً."[20]

مرد کو کھڑا کر کے جبکہ عورت کو بیٹھا کر کوڑے لگائے جائیں گے۔

مذکورہ بالا مثالیں صرف خلفاء راشدین کے اقوال میں سے دی گئی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قواعد کے ارتقاء میں قرآن و حدیث کے بعد خلفاء راشدین کے اقوال کا حصہ شامل ہے۔ خلفاء راشدین کے علاوہ دیگر فقہاء صحابہ کرام خصوصا عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ ابن عباس کے ارشادات میں ایسے اقوال موجود ہیں جن پر فقہی قاعدہ کا اطلاق کیا جا سکتا ہے لیکن ان سے صرف نظر کرتے ہوئے فقہاء کی کاوشوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ فقہی خدمات میں چونکہ امام ابو حنیفہ تمام آئمہ فقہاء سے سبقت بھی رکھتے ہیں اور انفرادی حیثیت بھی اس لیے ہمیں اس میدان میں بھی انہیں کے فیض یافتگان بارش کے پہلے قطرے کی حیثیت سے دیکھائی دیتے ہیں۔ ''مذہب حنفی جو کہ مذاہب اربعہ میں سب سے قدیم فقہی مذہب ہے، اس سے تعلق رکھنے والے طبقات علیا کے فقہاء ابتدائی قواعد فقہیہ کو ڈھالنے اور انہیں بطور دلیل استعمال کرنے میں سب فقہاء سے سبقت رکھتے ہیں۔ دیگر فقہاء مذاہب نے انہیں سے جو قواعد چاہے نقل کیے "[21] محققین اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ " قواعد کلیہ اور اس سے ملتے جلتے دوسرے موضوعات مثلاً الفروق وغیرہ پر جو لٹریچر ہم تک پہنچا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سب سے پہلے اس کی طرف ایک باقاعدہ علم کی حیثیت سے حنفی فقہاء نے توجہ دی۔۔۔ اس ضمن میں سب سے پہلے فقیہ جن کی تحریروں میں ان موضوعات پر باقاعدہ مباحث ملتے ہیں وہ امام محمد بن حسن الشیبانیؒ ہیں۔ ان کی کتابوں بالخصوص "الجامع الکبیر"، "کتاب الاصل" اور "کتاب الحجۃ علی اہل المدینۃ" میں جا بجا ایسی بحثیں موجود ہیں جن سے علم قواعد و فروق کو منظم و منضبط کرنے میں بڑی مدد ملی ہے۔"[22]

---

[20]۔ ابو بکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی، السنن الکبری، كتاب الأشربة والحد فيه ، باب مَا جَاءَ فِي صِفَةِ السَّوْطِ وَالضَّرْبِ، رقم 18037

Abu bakr Aḥmad bin Alḥussain albyhqi, Alssunan ulkubrā, kitāb ul ashribah, walḥad fihī, bāb mā jā fī ṣifati alswṭ wa ḍarb, Ḥadiṯh no:18037

[21] ۔ مصطفی احمد الزرقا، المدخل الفقهي العام، (دمشق: دار القلم، 1425ھ/2004ء) ج2، ص970

Muṣṭafā Aḥmd alzrqā, Almadkẖal alfiqhi alām (Dimashq:dār ul qalam ،1425h/2004) Vol 2, P 970

[22] ۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی، قواعد کلیہ اور ان کا آغاز و ارتقاء (اسلام آباد: شریعہ اکیڈمی، 2014ء) ص38

Dr.Maḥmood Aḥmd Ghāzi,Qawāid Kulliah āwr un Kā Aġāz o irtiqā,(Islāmabād:Sharih Academy 2014) P 38

لیکن اگرامام محمد رحمۃاللہ علیہ کی کتب سے پہلے امام ابویوسف رحمۃاللہ علیہ جو کہ امام محمد کے استاذ بھی ہیں، کی "کتاب الخراج" دیکھی جائے تواندازہ ہوتا ہے کہ اس علمی میدان میں امام ابویوسف امام حسن سے بھی سبقت رکھتے ہیں۔امام ابویوسف نے مختلف مقامات پر ایسے اصول بیان کیے جنہیں بعد میں فقہاء نے فقہی اصول یا فقہی قواعد کے طور پر اپنی کتب میں بیان کیا۔ مثلاً

"التعزيز إلى الإمام على قدر عِظَم الجرم وصِغَرِه"[23]

جرم کے چھوٹا یا بڑا ہونے کے اعتبار سے تعزیر کو امام (یا قاضی) کے سپرد کر دیا جائے گا۔

امام ابویوسف رحمۃاللہ علیہ نے نشہ، چوری اور قذف کے متعلق حدود کی بحث کرتے ہوئے مختلف مسائل بیان کیے۔ بعد ازاں تعزیر کی بات کرتے ہوئے فقہاء کا اختلاف ذکر کیا پھر بیان کرتے ہیں کہ ہماری رائے کے مطابق جو بہترین طریقہ ہے وہ یہ کہ جرم کے چھوٹا یا بڑا ہونے کے اعتبار سے تعزیر کو امام کی رائے کے سپرد کر دیا جائے۔ اب یہ ایک فقہی قاعدہ ہے جو تعزیری سزاؤں میں ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔

ایک اور قاعدہ جو ایک فقہی اصول ہے:

"كل من مات من المسلمين لا وارث له، فماله لبيت المال"[24]

جو بھی مسلمان وفات پا جائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کا مال بیت المال میں جمع کروا دیا جائے گا۔

اسی طرح ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"لا ينبغي ان تقام الحدود فى المساجد ولا فى ارض العدو"[25]

مساجد میں اور دشمن کے علاقہ میں حدود نافذ نہیں کی جائیں گی۔

---

[23] ۔ قاضی امام ابویوسف یعقوب، کتاب الخراج، مترجم: مولانا نیاز احمد (بیروت: دار المعرفۃ، 1399ھ/1979ء) ص167
Qāzi Imām AbuYūsuf Yaqūb, Kitāb ul Khrāj (Beirut,:Dārulmarifh, 1399h/1979) P167

[24] ۔ ایضاً، ص185
Ibid, P185

[25] ۔ ایضاً، ص178
Ibid, P 178

کتاب الخراج میں ان جیسے بہت سے اصول بیان کئے گئے ہیں جن کو بعد ازاں فقہی قواعد کے طور پر لیا گیا اور فقہاء نے انہیں بروئے کار لا کر بہت سے مسائل حل کیے۔ لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ امام محمد سے پہلے امام ابو یوسف کی علمی کاوشوں میں قواعد کا جا بجا ذکر ملتا ہے اور قواعد فقہیہ کے ارتقاء میں امام ابو یوسف کا بھی خاطر خواہ حصہ ہے۔

یہ دور قواعد کے ارتقاء کے حوالے سے اہم دور قرار دیا جا سکتا ہے۔ بہت سے اہل علم کی گفتگو میں قواعد کا استعمال کیا جانا، ان کے سیکھنے کو مہارت سمجھنا اور قواعد کی اہمیت واضح کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اہل علم قواعد کو رواج دینے کے لیے شعوری کوشش فرما رہے تھے۔ امام محمد بن حسن شیبانیؒ کی تالیفات میں فقہی قواعد کے تذکرہ سے پہلے امام النحو علامہ کسائی کے ساتھ ان کا ایک واقعہ ذکر کرنا اہم ہو گا جس سے اس دور کے اہل علم کے ہاں قواعد کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اس واقعہ کو "شذرات الذھب" میں بیان کیا گیا ہے کہ علامہ کسائی نے امام محمد سے دوران گفتگو کہا:

قال لا أسأل عن مسئلة في الفقه إلا أجبت عنها من قواعد النحو فقال له محمد بن الحسن ما تقول فيمن سها في سجود السهو يسجد قال لا لأن المصغر لا يصغر[26]

علامہ کسائی نے امام محمد سے کہا کہ مجھ سے فقہ سے متعلق کوئی بھی مسئلہ پوچھیں میں اس کا جواب نحو کے قواعد سے دوں گا۔ امام محمد بن حسن نے پوچھا اس شخص کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جو سجدہ سہو میں بھول گیا کیا وہ (اس بناء پر) سجدہ کرے گا؟ علامہ کسائی نے (نحو کے قواعد میں سے جواب دیتے ہوئے) فرمایا نہیں کیونکہ جس لفظ کی تصغیر بن چکی ہو دوبارہ اس کی تصغیر نہیں بن سکتی۔

علامہ کسائی کے جواب سے معلوم ہوا کہ جس طرح مصغر کی تصغیر دوبارہ نہیں بنتی اسی طرح سجدہ سہو دوبارہ لازم نہیں ہو گا۔ ممکن ہے کہ یہ واقعہ امام محمد کی علمی مساعی میں سے قواعد کی طرف توجہ کی وجہ بنا ہو (واللہ اعلم) یقیناً یہ بات قابل توجہ ہے کہ جب قواعد نحو سے فقہی مسئلہ حل ہو سکتا ہے تو پھر فقہی قواعد سے فقہی مسائل کس خوش اسلوبی سے حل ہوتے ہوں گے۔ بہر حال امام محمد بن حسن شیبانیؒ کی تالیفات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تالیفات میں بھی کثیر مقامات پر قواعد ملتے ہیں۔ اس حوالے سے چند ایک مثالیں قلمبند کی جاتی ہیں:

"كل شيء ليس له دم سائل يقع في الإناء فلا بأس بالوضوء منه "[27]

ہر وہ چیز جس میں بہنے والا خون نہ ہوا گر وہ برتن میں گر جائے تو اس سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

---

[26] ۔عبد الحي بن احمد الحنبلي، شذرات الذهب في أخبار من ذهب (دمشق: دار ابن كثير، 1406ھ) ج1، ص321

Abdulḥay bin Aḥmd Alḥanbaly, Shazrāt ul zahab fi Ikẖbār mnn zahab (Dimashq:dār ibn e kaṯir,1406 h) Vol 1, P 321

[27] ۔امام محمد بن حسن الشيباني، المبسوط (الاصل) (کراچی: ادارۃ القرآن والعلوم السلامیۃ، س ن) ج1، ص70

Imām Muḥammad bin Ḥasan ashybāni, Almabsōṭ(Karachi, Idārah Alqrān wa lulwōm alislāmiah)Vol 1,P 70

"كل دعاء من القرآن وشبه القرآن فإنه لا يقطع الصلاة" [28]

قرآن مجید کی دعا یا قرآنی دعاؤں کے مشابہ دعا سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

"كل من له حق فهو له على حاله حتى يأتيه اليقين على خلاف ذلك."[29]

ہر وہ شخص جس کا کوئی حق ہو وہ اسی حالت میں رہے گا یہاںتک کہ اس کے خلاف یقینی دلیل آجائے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں ایسے بہت قواعد ذکر کیے گئے ہیں جنہیں فقہی قاعدہ یا ضابطہ قرار دیا گیا اور انہیں مسائل کے حل میں استعمال کیا گیا۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی فقہی مساعی میں بہت سارے مقامات پر فقہی قواعد وضوابط بیان کیے۔ آپ کی کتاب "الام" اس حوالے سے خصوصی اہمیت کی حامل ہے جس میں مختلف جگہوں پہ ہمیں فقہی قواعد ملتے ہیں۔ مثلاً

" وَتَكُونُ الأَشْيَاءُ كُلُّهَا مَرْدُودَةً إِلَى إصولها وَالرُّخَصُ لاَ يُتَعَدَّى بها مَوَاضِعُهَا."[30]

تمام اشیاء اپنی اصل کی طرف لوٹائی جائیں گی اور رخصتیں اپنی جگہوں سے آگے نہیں جائیں گی۔

"كل حق وجب عليه فلا يبرئه منه إلا أداؤه"[31]

انسان کے ذمے جو بھی حق لازم ہو گا۔ اس ادا کیے بغیر بریٔ الذمہ نہیں ہو سکتا۔

"كل ما له مثل يرد مثله، فإن فات يردّ قيمته"[32]

ہر وہ چیز جس کی ہم مثل موجود ہو (ادائیگی کرتے ہوئے) ہم مثل کی واپس کی جائے گی۔ اگر وہ ختم ہو جائے تو پھر اس کی قیمت لوٹائی جائے گی۔

---

[28] ۔ایضاً، ص202
Ibid, P 202

[29] ۔ایضاً، ج3، ص166
Ibid, Vol 3, P 166

[30] ۔ محمد بن ادریس شافعی، الام (بیروت: دار المعرفۃ، 1393) ج1، ص80
Muḥammad bin Idris ahāfi, Alum (Beirut: dār ul mārifh 1393 h) Vol 1, P 80

[31] ۔ایضاً، 2، ص69
Ibid, Vol1, P 69

[32] ۔ایضاً، ج3، ص241
Ibid, Vol 3, P 241

مذکورہ بالا فقہاء کرام کے ہاں ہمیں قواعد کا ذکر تو ملتا ہے لیکن لفظ قاعدہ یا لفظ اصول کے لاحقہ و سابقہ کے بغیر۔ بہر حال یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ بعد میں آنے والے فقہاء کے ہاں "ان قواعد کو اصول کہا جاتا تھا۔ احکام کی تعلیلات کرتے ہوئے مذہب فقہ کے شارحین اکثر جگہوں پر کہتے ہیں "من اصول ابی حنیفۃ" یا "الاصل عند ابی حنیفۃ" اور یہی طرز عمل قواعد کے مؤلفین کا تھا۔ پھر وہ ان بعض قواعد کا بھی ذکر کرتے ہیں جیسے علامہ بوسی نے اپنی تالیف "تاسیس النظر" میں بیان کیا اور علامہ کرخی کے قواعد میں بھی آتا ہے۔"[33] معلوم ہوتا ہے کہ فقہ حنفی میں قواعد کلیہ جمع کرنے کے متعلق جو سب سے قدیمی روایت ملتی ہے وہ علامہ ابن نجیم کی ذکر کردہ روایت ہے جس میں امام ابو طاہر دبوسی[34] کا واقعہ مذکور ہے۔ امام ابو طاہر دباس نے امام ابو حنیفہ ؒ کی فقہی تعلیمات سے سترہ قواعد جمع کیے اور وہ انہیں دہرایا کرتے تھے۔ ابو سعید ہروی شافعی کے ساتھ ان کا ایک واقعہ پیش آیا۔ ہوا کچھ یوں کہ جب ابو سعید ہروی کو یہ خبر پہنچی (کہ ابو طاہر دباس نے سترہ قاعدے جمع کیے ہیں وہ کسی کو بتاتے نہیں اور انہیں رات کو چھپ کر مسجد میں دہراتے ہیں) تو وہ گھر سے چل کر وہاں آ پہنچے۔ ابو طاہر دباس کی نظر کمزور تھی وہ ہر رات لوگوں کے چلے جانے کے بعد قواعد اونچی آواز سے پڑھا کرتے تھے۔ ابو سعید ہروی نے مسجد کی صف میں لپیٹ کر اپنے آپ کو چھپا لیا۔ جب لوگ عشاء کی نماز کے بعد گھروں کو روانہ ہو گئے ابو طاہر نے مسجد کا دروازہ بند کیا اور بلند آواز سے قواعد دہرانے لگے ابھی سات قواعد دہرائے تھے کہ صف میں لپٹے ہوئے علامہ ابو سعید کو کھانسی آ گئی۔ ابو طاہر سمجھ گئے کہ یہاں کوئی چھپا ہوا ہے انہوں نے ابو طاہر کو تلاش کیا، ان کی پٹائی کی اور مسجد سے باہر نکال دیا۔ پھر وہ اونچی آواز سے دہرایا نہیں کرتے تھے۔ ابو سعید ہروی واپس آئے اور اپنے شاگردوں کو وہ سات قواعد سنائے۔[35]

علامہ سیوطی نے بھی الاشباہ والنظائر میں اس واقعہ کا تذکرہ کیا ہے۔ لیکن انہوں نے قاضی ابو سعید کی طرف سے اس حکایت کو بیان کیا ہے کہ ہرات میں کوئی حنفی عالم تھے وہ ان قواعد کو سننے کے لیے مسجد میں چھپ گئے تھے۔ پھر انہوں نے مذکورہ واقعہ ذکر کیا۔[36] علامہ حموی نے اپنی شرح میں اس واقعہ کو

---

[33] ۔ مصطفیٰ احمد الزرقا، المدخل الفقھی العام، ص970
Muṣṭafā Aḥmd alzrqā, Almadkẖal alfiqhi alām , P 970

[34] ۔ یہ امام ابو طاہر محمد بن محمد دباس ہیں۔ عراق میں فقہ حنفی کے امام مانے جاتے تھے۔ امام ابو الحسن کرخی کے ہم عصر تھے۔ شام میں عہدہ قضاء پر بھی فائز رہے۔
This is Imam Abu Tāhir Muhammad bin Muhammad Dabās. He was considered as the Imām of Hanafi jurisprudence in Iraq. He was a contemporary of Imām Abu al-Ḥasan Karkhi. He also held the position of judge in Syria.

[35] ۔ زین الدین بن ابراہیم ابن نجیم، الاشباہ والنظائر (بیروت؛ دار الکتب العلمیۃ، 1419ھ/1999ء) ص14
Zain uddīn bin Ibrāhīm ibn e nujāim, Alashbāh wnaẓāir (Beirut: Dār ul kutub ālilmiah, 1419, 1999)P 14

[36] ۔ جلال الدین، عبد الرحمن السیوطی، :الاشباہ والنظائر فی قواعد و فروع فقہ الشافعیہ ، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، ط1983) ج1، ص7
Jalāluldīn،Abdurḥmān Alsīwṭī, Alashbāḥ wa nẓāīr fī Qawāīd w farō fiqḥ shāfī, dār ālktb ālʿlmīḥ، Beirut 1983, V1, P7

ویسے درست قرار دیا جیسے امام جلال الدین سیوطی نے بیان کیا[37]۔ بعد ازاں انہوں نے ان سات میں سے پانچ قواعد کو بھی بیان کیا جو اس رات انہوں نے سنے تھے وہ پانچ قواعد یہ ہیں:

1۔ اليقين لا يزول بالشك 2۔المشقة تجلب التيسير

3۔ الضرر يزال 4۔العادة محكمة 5۔الامور بمقاصدها [38]

اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اہل علم کے ہاں اگرچہ قواعد فقہیہ باقاعدہ طور پر کتابی شکل میں نہیں تھے تاہم علماء ان کی اہمیت سے آگاہ تھے کہیں ان کے متعلق خبر ملتی تو ان کے حصول کے لیے کوشاں رہتے یا کتب کے مطالعہ کے دوران ان کی تلاش وتتبع میں رہتے تھے۔

قواعد فقہیہ پر مشتمل کتب کو اہل علم نے مختلف ناموں سے تالیف کیا ہے۔ بعض کتب اصول کے نام سے لکھی گئیں جیسے اصول امام کرخی وغیرہ، بعض کتب قواعد کے نام سے موسوم ہوئیں جیسے القواعد للمقری وغیرہ، کچھ کتابوں کو الاشباہ والنظائر کا نام دیا گیا جیسے علامہ سبکی، علامہ سیوطی اور علامہ ابن نجیم کی الاشباہ النظائر وغیرہ اور بعض کتب کو فروق کے نام سے منسوب کیا گیا جیسے علامہ قرافی کی الفروق وغیرہ۔ ذیل میں ہم قواعد فقہیہ پر تالیف کیے گئے ان چند اہم علمی ماہ پاروں کا تاریخی اعتبار سے تذکرہ کرتے ہیں جن کی بدولت آج علم قواعد فقہیہ ایک منظم اور بہترین ترتیب کے ساتھ طلبہ فقہ کے لیے آسانیاں فراہم کر رہا ہے اور مسائل کے حل میں راہنمائی کا کام سرانجام دے رہا ہے۔

اصول الامام الكرخی

"قواعد فقہیہ پر باقاعدہ پہلی کاوش جو کتابی شکل میں منظر عام پر آئی وہ امام ابوالحسن کرخی[39] کے قواعد ہیں۔ امام نجم الدین ابو حفص عمر النسفی الحنفی م537ھ نے ان کی شرح اور مثالوں کے ساتھ توضیح کی ہے۔ معلوم یہی ہوتا ہے کہ امام کرخی نے وہ قواعد لیے ہیں جنہیں ابو طاہر دباس نے جمع کیا تھا۔ امام کرخی کے مجموعہ میں

---

37 ۔الحموی، احمد بن محمد، غمز عیون البصائر علی الاشباہ والنظائر، ص50

Alḥmwi, Aḥmd bin Muhammad, Ġamz Uyōn albaṣāir alā Ashbāh wa naẓāir, P 50

38 ۔ایضاً، ص51

Ibid, P 51

39 ۔امام کرخی کا مکمل نام ابوالحسن عبید اللہ بن الحسین کرخی ہیں۔ عراق کا علاقے کرخ کی طرف منسوب ہیں آپ 260 ہجری میں پیدا ہوئے اور 340 ہجری میں وصال فرمایا۔ حنفی فقہ کے جلیل القدر فقہاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے

The full name of Imam Karkhi is Abu Al-Hasan Ubāidullah bin Al-Husāin Karkhi. He is attributed to the region of Karkh in Irāq. He was born in 260 Hijri and passed away in 340 Hijri.

سینتیس قواعد ہیں"[40]۔ مصطفی احمد زرقاء نے یہاں ان قواعد کی تعداد سینتیس لکھی ہے لیکن ڈاکٹر محمود احمد غازی نے امام کرخی کے جمع کردہ قواعد کی تعداد انتالیس ذکر کی ہے[41] مکتبہ اسلامیہ لاہور سے ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن کے ترجمہ کے ساتھ شائع ہونے والی مذکورہ کتاب میں بھی انتالیس قواعد ہی مذکور ہیں۔[42] جبکہ علامہ عمیم احسان مجددی نے اپنی کتاب قواعد الفقہ میں مکمل رسالہ "اصول الامام الکرخی" دیا ہے اس میں چالیس قواعد ذکر کیے ہیں جنھیں امام ابو حفص نسفی کی تشریحات و توضیحات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔[43]۔اوپر مذکور واقع میں ہم نے پڑھا کہ ابوطاہر دباس جن قواعد کو دہرایا کرتے تھے وہ سترہ قواعد تھے۔ امام کرخی نے ان میں قواعد کا مزید اضافہ کیا اور انہیں سینتیس سے چالیس تک لے گئے۔

تاسیس النظر

قواعد فقہیہ میں دوسری علمی کاوش بھی احناف کے حصے میں آتی ہے۔ امام ابو زید عبید اللہ بن عمر دبوسی حنفی م 430ھ نے اس عنوان پر قلم اٹھایا اور "تاسیس النظر" معرض وجود میں آئی۔ امام دبوسی نے اس کتاب کو آٹھ حصوں میں تقسیم کیا ہے اور ان میں آئمہ کے درمیان ہونے اصول میں اختلاف کو بیان کیا۔ وہ آٹھ اقسام درج ذیل ہیں:

1. قسم اول ان اصول پر مشتمل ہے جن میں امام ابو حنیفہ اور صاحبین کا اختلاف ہے۔
2. قسم دوم ان اصول پر مشتمل ہے جن میں شیخین اور امام محمد بن حسن شیبانی کے درمیان اختلاف ہے۔
3. قسم سوم ان اصول پر مشتمل ہے جن میں طرفین اور امام ابو یوسف کے مابین اختلاف ہے
4. قسم چہارم ان اصول پر مشتمل ہے جن میں امام ابو یوسف اور امام محمد کے درمیان اختلاف ہے۔
5. قسم پنجم ان اصول پر مشتمل ہے جن میں تینوں آئمہ (امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد) کا امام زفر کے ساتھ اختلاف ہے۔

---

[40] ۔ مصطفی احمد الزرقا، المدخل الفقہی العام، ص971
Muṣṭafā Aḥmd alzrqā, Almadkẖal alfiqhi alām , P 971

[41] ۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی، قواعد کلیہ اور ان کا آغاز وارتقاء، ص38
Dr. Maḥmood Aḥmd Ghāzi,Qawāid Kulliah āwr un Kā Aġāz o irtiqā, P 38

[42] ۔ عبید اللہ بن الحسین الکرخی، اصول الکرخی، مترجم، ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، جنوری 2015) ص5
Ubāidullah bin Al-Husāin Karkhi, Uṣōl ul karkẖi, Translation Dr, Hāfẓ Muḥammad Shahbāz Ḥasan (Lahore: Maktabh Islāmia, 2015) P 5

[43] ۔ مفتی محمد عمیم احسان مجددی، قواعد الفقہ (کوئٹہ، دار الکتاب: 1430ھ/2009ء) ص33
Mufti Muḥammad Amīm Iḥsān Mujadadi, Qawāid ul fiqh (Quetta, Dārulkitāb : (1430h/2009) ṣ33

6. قسم ششم ان اصول پر مشتمل ہے جن میں تینوں آئمہ (امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد) کا امام مالک کے ساتھ اختلاف ہے۔

7. قسم ہفتم ان اصول پر مشتمل ہے جن میں احناف اور ابن ابی لیلی کے مابین اختلاف ہے

8. قسم ہشتم ان اصول پر مشتمل ہے جن میں احناف اور امام محمد بن ادریس شافعی کے درمیان اختلاف ہے۔[44]

مفتی عمیم احسان مجددی نے تاسیس النظر کے ان قواعد کو تہتر تک ذکر کیا ہے[45]

القواعد الكبرىٰ الموسوم بقواعد الأحكام في اصلاح الأنام

أبو محمد عزالدين عبد العزيز بن عبد السلام الدمشقي المتوفى: 660ھ کی علمی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ اس کتاب کو "القواعد الکبریٰ" کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ یہ کتاب دوناموں سے چھپی ہوئی ملتی ہے ایک تو وہ نام جو اوپر مذکور ہوا یعنی "**قواعد الأحكام في اصلاح الأنام**" یہ کتاب ڈاکٹر نزیہ کمال حماد اور ڈاکٹر عثمان جمعہ ضمیریہ کی تحقیق کے ساتھ دارالقلم دمشق سے شائع ہوئی اور دوسرا نام "**قواعد الأحكام في مصالح الأنام**" اس نام سے یہ کتاب طہ عبدالرؤف سعد کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ "**مكتبة الكليات الازهرية**" نے قاہرہ مصر سے شائع کی ہے۔ مکتبہ شاملہ میں بھی اسی نام سے یہ کتاب موجود ہے۔ اول الذکر کتاب کے مقدمہ میں ایک اور نام کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"المکتبۃ المحمودیۃ کے نسخہ میں مذکورہ کتاب کا نام "القواعد الکبری" لکھنے کے بعد وہ اس کا نام " **الأحكام في اصطلاح الأنام**" لکھتے ہیں اور آخری صفحہ پہ لکھا ہے "**آخر كتاب القواعد الكبرىٰ الموسومة بقواعد الاحكام فى اصطلاح الانام**"[46]۔ لیکن یہ انہیں نام کسی اور جگہ نہیں ملا۔ ممکن ہے کہ کاتب کے سہو سے اصلاح کی جگہ اصطلاح لکھا گیا ہو۔ بہر حال یہ کتاب کئی اعتبار سے اپنے سے ماقبل کتب پر انفرادیت رکھتی ہے۔ ایک تو اس میں قواعد کا تذکرہ ہے دوسرا ان کی توضیح و تشریح کی گئی ہے ساتھ مثالیں بیان کی گئی ہیں نیز مقاصد شریعت کو بڑی اہمیت کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔ خود لکھتے ہیں:

---

44 ۔ ابوزید عبید اللہ عمر الدبوسی، تاسیس النظر (بیروت، دار ابن زیدون، س ن) ص 10،9
Abo zyd Ubāid ullah Umar aldabōsi, Tāsīs unaẓr (Beirut: Dār e ibn e zydōn, P 9،10

45 ۔ مفتی محمد عمیم احسان مجددی، قواعد الفقہ، ص 54
Mufti Muḥammad Amīm Iḥsān Mujadadi, Qawāid ul fiqh, P 54.

46 ۔ڈاکٹر نزیہ کمال حماد و ڈاکٹر عثمان جمعہ، مقدمہ قواعد الأحكام في اصلاح الأنام (دمشق: دار القلم، 2000/1421م) ص 35
Dr.Nazih kmāl Ḥamād and Dr.Uṯmān Jummah, Muqadamah Qawāid Alaḥkām fī Iṣlāḥ ilanām (Dimashq : dārulqalam,1421h /2000m) P 35

الغرض بوضع هذا الكتاب بيان مصالح الطاعات والمعاملات وسائر التصرفات لسعي العباد في تحصيلها، وبيان مقاصد المخالفات ليسعى العباد في درئها، وبيان مصالح العبادات ليكون العباد على خبر منها، وبيان مايقدم من بعض المصالح على بعض، ومايؤخر من بعض المفاسد على بعض، ومايدخل تحت اكتساب العبيد دون مالا قدرة لهم عليه ولا سبيل لهم إليه، والشريعة كلها مصالح إماتدرأ مفاسد أوتجلب مصالح[47]

اس کتاب کی تالیف کا مقصد اطاعات، معاملات اور تمام تصرفات کے مصالح بیان کرنا تاکہ لوگ انہیں حاصل کرنے کی کوشش کریں، نافرمانی کے مقاصد بیان کرنا تاکہ لوگ انہیں دور کرنے کی سعی کریں، عبادات کے مصالح بیان کرنا تاکہ لوگ ان سے باخبر رہیں، بعض مصالح جو بعض سے مقدم ہیں اور بعض مفاسد جو سے مؤخر ہیں انہیں بیان کرنا، نیز وہ اشیاء جو لوگوں کے اختیار میں ہیں اور وہ جو ان کے اختیار میں نہیں ہیں انہیں واضح کرنا۔ شریعت تمام کی تمام مصالح پر مشتمل ہے۔ یاتو مفاسد ختم کرتی ہے یا مصالح عطا کرتی ہے۔

الفوائد في اختصار المقاصد

یہ تالیف بھی عزالدین عبدالعزیز بن عبدالسلام کی ہے یہ "القواعد الصغریٰ" کے نام سے بھی موسوم ہے۔ بعض اہل علم اس کو مذکورہ بالا کتاب (قواعد الأحکام في اصلاح الأنام) کی تلخیص قرار دیتے ہیں۔ القواعد الکبری کے مقدمہ میں محقق نے لکھا ہے کہ : الفوائد في اختصار المقاصد اوالقواعد الصغریٰ وهو اختصار للقواعد الکبریٰ[48] لیکن "الفوائد" کے مقدمہ میں اسے قواعد کبری یعنی " قواعد الأحکام في مصالح الأنام" کا اختصار تسلیم کرنے سے انکار کیا گیا ہے۔ ایاد بن خالد لکھتے ہیں :

"ويشكل هذا الكتاب رديفا اساسيا لكتاب المؤلف (قواعد الاحكام فى مصالح الانام) المسمى (القواعد الكبرىٰ)فهو ليس اختصارا لهذا الكتاب فحسب و ان كان يظهر ذالک فى الفصول الاولىٰ منه بل هو انشاء جديد له كيانة المستقل ففى هذا الكتاب فو ائد و

---

47 ۔ عزالدین عبدالعزیز بن عبدالسلام الدمشقی، قواعد الأحكام في اصلاح الأنام (دمشق: دارالقلم، 2000/1421م) ج1، ص14

Ezzuddīn Abdul azīz bin Abdussalām āldimashaqi, Qawāid Alaḥkām fī Iṣlāḥ ilanām (Dimashq: dārulqalam,1421h /2000m) Vol 1, P 14

48۔ ڈاکٹر نزیہ کمال حماد و ڈاکٹر عثمان جمعہ ضمیریہ، مقدمہ قواعد الأحكام في اصلاح الأنام، ص26

Dr.Nazih kmāl Ḥamād and Dr.Uṯmān Jummah, Muqadamah Qawāid Alaḥkām fī Iṣlāḥ ilanām, P 26

قواعد مفیدة لم یوردها المؤلف فی قواعد الاحکام کتبها بلغته و اسلوبه المعتمد علیٰ ایجاز و قلل من ضربه الامثلة خلافا لقواعده الکبریٰ" [49]

اس کتاب کو قواعد کبریٰ (قواعد الاحکام فی مصالح الانام) اساسی ردیف کے طور پر تشکیل دیا گیا ہے یہ اس کتاب کا اختصار نہیں ہے اگرچہ اس کی پہلی فصول سے ظاہر ایسا ہی ہوتا ہے۔ لیکن یہ ایک نئی اور مستقل تصنیف ہے اس کے بہت سے فوائد اور ایسے مفید قواعد ہیں جنہیں قواعد احکام میں بیان نہیں کیا گیا۔ مصنف نے انہیں اپنی لغت اور اپنے مختصر اسلوب میں لکھا ہے اور اس میں کہیں کہیں ضرب الامثال سے بھی کام لیا ہے جبکہ قواعد کبری کا اسلوب اس سے مختلف ہے۔ قواعد کا اجمالی مطالعہ کرنے والوں کے لیے یہ کتاب خاصے کی چیز ہے جس میں نہایت جامعیت کے ساتھ اختصار کا خیال رکھا گیا ہے۔

أنوار البروق في أنواع الفروق

مالکی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے معروف فقیہ أبو العباس شھاب الدین أحمد بن ادریس المالکی القرافی (المتوفی: 684ھ) چار جلدوں پر مشتمل اس کتاب کے مصنف ہیں۔ قواعد فقہیہ کو علامہ قرافی ایک خاص اہمیت دیتے ہیں جس کا اندازہ اس کتاب کے مقدمہ سے ہوتا ہے جہاں وہ شریعت معظمہ کو اصول وفروع میں تقسیم کرتے ہوئے اصول کی دو قسمیں بیان کرتے ہیں کہ ایک اصول فقہ ہے جبکہ دوسری قواعد کلیہ فقہیہ ہیں[50]۔ اس سے اس کتاب کی اور اس کے موضوع کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ علامہ قرافی نے کتاب "الذخیرہ" کے مطالعہ کے دوران فقہ کے مختلف ابواب کے قواعد جمع کرنے شروع کیے۔ جب کافی قواعد جمع ہو گئے تو ایک کتاب مرتب کرنے کا سوچا۔ یہ سوچ "الفروق" کی صورت میں منصہ شہود پر ظاہر ہوئی۔ یہ کتاب خاص طور پر قواعد کے لیے مرتب کی گئی تھی بہت سے ایسے قواعد کا اضافہ بھی کیا گیا جو "الذخیرہ" میں نہیں تھے اور جو "الذخیرہ" میں تھے انہیں مزید شرح و

---

[49] ۔ایاد بن خالد الطباع، مقدمہ الفوائد في اختصار المقاصد لعزالدین عبد العزیز بن عبد السلام (دمشق: دار الفکر، 1416ھ/1996م) ص8

Ayād bin kẖālid attabā, Muqadamah Alfawāid fī Ikẖitṣār ilmaqāṣid li Ezzuddīn Abdul azīz bin Abdussalām (Dimashq: dārulfikr, 1416h/1996m) P 8

[50] ۔احمد بن ادریس المالکی القرافی، الفروق (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، ط2003م) ص62

Aḥmad bin Idrīs Almālki Alqrāfī, Alfarōq، (Beirut, Moassasulrisālh, 2003m) P 62

بسط سے بیان کیا گیا۔[51] علامہ قرافی کا اس کتاب میں طریقہ کار یوں ہے کہ دو فروع یا دو قاعدوں کے درمیان فرق اور ان سے متعلق سوال کے ذکر سے قواعد کی ابتدائی مباحث کا آغاز کرتے ہیں۔ اس کے متعلق ایک یا دو ایسے قواعد کو ذکر کرتے ہیں جن سے ان کے درمیان فرق واضح ہو جاتا ہے۔[52] اس میں پانچ سو اڑتالیس قواعد بیان کیے گئے ہیں۔[53]

القوانين الفقهية

اس کتاب کے مؤلف أبوالقاسم محمد بن أحمد بن جزی الکلبی الغرناطی متوفی 741ھ ہیں۔ کتاب کا مکمل نام "**القوانين الفقهية في تلخيص مذهب المالكية والتنبيه على مذهب الشافعية والحنفية والحنبلية**" علامہ جزی کا تعلق چونکہ اندلس سے تھا اور وہاں کے اکثر لوگوں کا تعلق آپ کی طرح فقہ مالکیہ سے تھا اس لیے آپ نے حضرت امام مالک کی فقہ کے مطابق قواعد کو اس کتاب میں جمع کیا اور اس میں اسی فقہ کے متعلق مسائل شرعیہ کو بیان کیا۔ اس کتاب میں ان قواعد کے ساتھ ساتھ ان اتفاقی اور اختلافی مسائل کا بھی تذکرہ کیا جو آئمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل) کے درمیان متفق علیہ یا مختلف فیہ ہیں۔ علامہ جزی لکھتے ہیں، "میری یہ کتاب باقی کتب کے مقابلہ میں تین فوائد کے اعتبار سے سے ممتاز ہے: فائدہ اولی یہ ہے کہ دیگر کتب کے برعکس اس میں فقہی نقطہ نظر کی تمہید واختلاف کو خصوصا بیان کیا گیا ہے۔ فائدہ ثانیہ کہ اس میں تقسیم و ترتیب کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے اور تہذیب و تقریب کے ساتھ اسے سہل بنایا گیا ہے۔ فائدہ ثالثہ کہ ایجاز و بیان کو جمع کیا گیا ہے حالانکہ ان کا اجتماع نہیں ہوتا"۔[54] اس کتاب کا آغاز مصنف نے عقائد سے کیا ہے۔ چنانچہ باب اول میں وجود باری تعالیٰ سے شروع کیا ہے۔ عقائد کے بیان میں دس ابواب ذکر کیے پھر قواعد فقہیہ کو فقہی مسائل کو دو حصوں میں تقسیم کیا عبادات اور معاملات اور ہر قسم کو دس کتب اور سو ابواب میں بیان کیا یوں تمام فقہی مسائل کو بیس کتابوں اور دو سو ابواب میں سمو دیا گیا۔ کتاب کے آخر میں "کتاب جامع" کے عنوان سے کتاب کا ضمیمہ ذکر کرتے ہیں جنہیں دس ابواب میں تقسیم کیا گیا۔[55]

---

[51] ۔ایضاً، ص63
Ibid, P 63

[52] ۔ایضاً، ص64
Ibid, P 64

[53] ۔ایضاً، ص64
Ibid, P 64

[54] ۔محمد بن أحمد بن جزی الکلبی الغرناطی، القوانين الفقهية (بیروت: دار ابن حزم، ط1434ھ/2013م) ص21،20
Muḥammad bin Aḥmad bin jazi alkalbi alġrnāṭi, Alqawānīn ulfiqhiya (Beirut: Dār ibn e ḥazm, 1434h/ 2013m) p 20،21

[55] ۔ایضاً، ص22
Ibid, P 22

القواعد

دو اجزا پر مشتمل یہ کتاب امام ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن احمد المقري م758ھ کی علمی کاوش ہے۔ کتاب ھذا کے نام کے بارے میں اہل علم کی آراء مضطرب ہیں۔ اسے قواعد المقری بھی کہا گیا ہے جبکہ مکتبہ شاملہ میں اسے "الكليات الفقهية للمقري" کے نام سے شامل کیا گیا ہے۔ مرکز احیاء التراث الاسلامی مکہ مکرمہ سے احمد بن عبد اللہ بن حمید کی تحقیق کے ساتھ شائع ہونے والی مذکورہ کتاب کو "القواعد" کا نام دیا گیا ہے۔ اس کتاب کے نام میں اضطراب کی وجہ شاید یہ ہے کہ علامہ مقری نے اپنے مقدمہ میں اس کا نام بیان نہیں کیا وگرنہ عام طور پر ہمارے اسلاف مصنفین کا طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنی کتاب کا نام مقدمہ میں "سَمَّيْتُه" لکھ کر بیان کر دیتے تھے تاکہ مرور زمانہ سے اگر نسخہ پرانا ہو جائے اور ابتدائی صفحات ضائع ہو جائیں تو مقدمہ سے نام کتاب و اسم مصنف معلوم ہو سکے۔ اس سے محققین کو آسانی ہوتی ہے۔ بہر حال علامہ مقری نے اس کتاب میں ایک ہزار دو سو قواعد کا تذکرہ کیا ہے۔ آپ نے اپنی کتاب کی ترتیب فقہی ابواب کے مطابق رکھی ہے یعنی طہارت، صلاۃ، اور زکاۃ وغیرہ۔ بعض مقامات پہ قواعد کا استدلال کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ ﷺ سے بھی کرتے ہیں۔ بعض اوقات ایک ہی قاعدہ میں دو قواعد کا ذکر کر دیتے ہیں۔ قواعد فقہیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے قواعد کلیہ اور قواعد خلافیہ اکھٹے ہی بیان کر دیتے ہیں اور ان میں تفریق نہیں کرتے۔ عمومی طور پر قاعدہ فقہیہ کے ساتھ مسائل کی تفریع بھی کرتے ہیں۔

الأشباه والنظائر

اس کتاب کے مؤلف امام تاج الدین عبد الوھاب بن علی ابن عبد الکافی السبکی متوفی 771ھ ہیں۔ یہ کتاب دو اجزاء پر مشتمل ہے۔ پہلے جزء کو آپ نے مختلف ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے باب میں پانچ معروف اساسی قواعد کا بیان ہے۔ جس کا آغاز "**الكلام في القواعد الفقهية والمدارك الشرعية والمآخذ الأصولية** " سے کرتے ہیں۔[56] پھر ہر قاعدے کے تحت مختلف فصول لاتے ہیں جن کے تحت اس قاعدے سے متعلق مسائل بیان کرتے ہیں۔ دوسرے باب میں ان پانچ قواعد کے بعد آنے والے قواعد کا ذکر کیا ہے "**القول فى القواعد العامة** " کے عنوان سے اس باب میں علامہ سبکی نے ستائیس قواعد بیان کیے ہیں۔ "**القول فى القواعد الخاصة**" کے عنوان سے تیسرے باب میں فقہی ابواب کے مطابق ایک سو پچاسی

---

[56] عبد الوھاب بن علی سبکی، الاشباہ والنظائر (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ط1991م/1411ھ)، ج1، ص10
Abdulwaḥāb bīn Alī Assubkī, Alashbāḥ wa naẓāir,(Beirut: dār ulkutob alilmīaḥ, 1991m/1411h)Vol 1, P 10

(185) قواعد بیان کیے ہیں۔اس باب کو چار اقسام میں تقسیم کیا ہے۔قسم اول میں عبادات سے متعلق قواعد، قسم ثانی میں بیع سے متعلق قواعد، قسم ثالث میں اقرار سے متعلق قواعد جبکہ قسم رابع میں مناکحات سے متعلق قواعد بیان کیے گئے ہیں۔دوسرے جزء کا آغاز کلامی اصول اور ان سے متفرع ہونے والی فروع پر مشتمل ہے جس کا عنوان ہے:"أصول كلامية ينبني عليها فروع فقهية"اصول خمسہ کے عنوان سے مختلف اصول کا تذکرہ کیا گیا ہے۔بعدازاں"مسائل أصولية يتخرج عليها فروع فقهية" کے عنوان سے مختلف اصول اور ان سے متعلق مسائل کا تذکرہ ہے۔علامہ سبکی نے اپنی اس کتاب میں ان کلمات نحویہ کا بھی بیان کیا ہے جن کے ساتھ مسائل فقہیہ کا تعلق ہے۔مختلف مسائل میں آئمہ فقہاء کے اختلاف کے اسباب کو بیان کیا گیا ہے اور آخر میں پہیلیوں پر مشتمل ابحاث کو ذکر کر کے اپنی کتاب کا اختتام ماثور دعاؤں کے ساتھ کیا ہے۔

المنثور في القواعد

تین جلدوں پر مشتمل علامہ بدر الدین ابو عبد اللہ محمد بن بہادر زرکشی م794ھ کی کتاب "المنثور فی القواعد "اہل علم کے ہاں اس فن کی ایک عمدہ کتاب سمجھی جاتی ہے۔اپنے اسلوب کے اعتبار سے اس فن پر مشتمل کتب میں انفرادی حیثیت کی حامل کتاب ہے۔علامہ زرکشی نے اپنے اسلاف کے اسلوب سے ہٹ کر قواعد فقہیہ کو حروف تہجی کے اعتبار سے جمع کیا ہے۔اسے ایک ضخیم کتاب ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔اگر اسے قواعد فقہیہ کا انسائیکلوپیڈیا کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔پہلی جلد کے سرورق پہ "حرف الالف"تا"حرف الثاء" لکھا گیا ہے لیکن فی الحقیقت "التا" تک کی ابحاث ہیں "حرف الثاء" سے متعلق قواعد موجود نہیں ہیں۔جبکہ دوسری جلد میں "حرف الجیم "تا"حرف الغین "کا بیان ہے اور تیسری اور آخری جلد میں "ف" سے "ی"۔ آخر میں "قواعد یختم بھا" کے عنوان کے تحت مزید ابحاث کا اضافہ ہے۔

القواعد الفقهية

اُبوالفرج عبدالرحمن بن أحمد بن رجب م795ھ حنبلی فقہی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ نے کتاب ھذا میں ایک سو ساٹھ (160) قواعد کا ذکر کیا ہے۔پہلا قاعدہ پانی سے متعلق ہے "(الْقَاعِدَةُ الْأُولَى) الْمَاءُ الْجَارِي هَلْ هُوَ كَالرَّاكِدِ أَوْ كُلُّ جرية مِنْهُ لَهَا حُكْمُ الْمَاءِ الْمُنْفَرِدِ"جبکہ آخری قاعدہ قرعہ سے متعلق ہے:"(الْقَاعِدَةُ السِّتُّونَ بَعْدَ الْمِائَة) : تُسْتَعْمَلُ الْقُرْعَةُ فِي تَمَيُّزِ الْمُسْتَحِقّ إذَا ثَبَتَ الِاسْتِحْقَاقُ ابْتِدَاءً لِمُبْهَمٍ غَيْرِ مُعَيَّنٍ عِنْدَ تَسَاوِي أَهْلِ الِاسْتِحْقَاقِ"علامہ ابن رجب حنبلی نے اس تالیف میں کسی ترتیب کا لحاظ رکھے بغیر قواعد بیان کیے اور ان سے

متعلق فقہی مباحث کو بیان کیا۔ نہ ان کی ابواب بندی کی اور نہ مختلف تقسیمات میں تقسیم کیا۔ قاعدہ ذکر کیا اور اس کے متعلق مسائل کو بیان کیا۔ تفصیلی تمہیدی مباحث کو بیان کیے بغیر لکھتے ہیں: "یہ قواعد بہت اہمیت کے حامل ہیں اور ان کے فوائد کثیر تعداد میں ہیں۔ فقیہ کے لیے مذہب فقہ کے اصول ضبط کرنے میں مدد فراہم کرتے ہیں، فقہ کے ماخذ سے مطلع کرتے ہیں، بکھرے ہوئے مسائل کو ایک لڑی میں پرو دیتے ہیں۔۔۔[57]

قواعدابن ملقن او الأشباه والنظائر فی قواعد الفقه

علامہ ابن ملقن کا اصل نام سراج الدین ابو حفص عمر بن علی ہے آپ کا سن وفات 804ھ ہے۔ دو جلدوں پر مشتمل مذکورہ کتاب دار ابن قیم سعودیہ اور دار ابن عفان مصر کے اشتراک سے مصطفی محمود ازھری کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی۔ کتاب ھذا کا نام سرورق پر لفظ او کے ساتھ درج ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہے۔ علامہ ابن ملقن نے اس کتاب میں فقہی ترتیب کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ کتاب الطھارۃ سے آغاز کرتے ہیں اور اس کے متعلق قواعد کو بیان کرتے ہیں۔ ہر کتاب سے تعلق رکھنے والے ابواب کا ذکر کر کے ان سے متعلق قواعد و فوائد بھی بیان کرتے ہیں۔ پہلے جزء میں کتاب الرھن تک قواعد کا ذکر ہے جبکہ دوسرے جزء میں کتاب الحجر سے لے کر کتاب احکام الارقاء تک قواعد کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

الأشباه والنظائر فی قواعد و فروع فقه الشافعية

جلال الدین عبد الرحمن بن ابو بکر السیوطی متوفی 911ھ کی تالیف ہے جو فقہاء شافعیہ کے ہاں خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ تالیف مقدمہ کے علاوہ سات کتب پر مشتمل ہے۔ کتاب اول میں پانچ قواعد کلیہ، ان کی تشریحات اور ان سے متعلق فقہی مسائل کا ذکر ہے۔ ان پانچ قواعد کے بارے میں علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ "ان پانچ قواعد کی تشریح میں کتاب اول ہے جن کے بارے میں اصحاب (فقہ) فرماتے ہیں کہ فقہ کے جمیع مسائل انہیں پانچ قواعد کی طرف راجع ہوتے ہیں[58]۔ جبکہ ساتویں اور آخری کتاب میں نظائر شتی کے عنوان سے مختلف مسائل اور ان کی نظائر کو بیان کیا گیا ہے۔

---

[57]۔ عبدالرحمن بن احمد بن رجب، القواعد الفقهية (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2008ء/1429ھ) ص 7

Abdurraḥmān bin Aḥmad bin rajab, Alqawāid ulfiqhya (Beirut: dār ulkutob alilmīaḥ, 2008ʾ/1429h) P 7

[58] ۔ جلال الدین عبدالرحمن بن ابو بکر سیوطی، الاشباہ النظائر، ص 7

Jalāluldīn, Abdurḥmān Alsīuṭī, Alashbāḥ wa nẓāīr, p 7،

الاشباہ و النظائر (ابن نجیم مصری)

علامہ زین الدین ابراہیم ابن نجیم مصری م970ھ کی نہایت عمدہ اور مستند تالیف ہے۔ قواعد فقہیہ کے موضوع پر لکھی گئی کتب میں سے جتنی شہرت و عروج اس کتاب کے حصے میں آیا ہے وہ شاید کسی اور کتاب کو نصیب نہیں ہوا۔ برصغیر میں تخصص فی الفقہ کروانے والا شاید ہی کوئی جامعہ ہو جس کے نصاب میں اسے شامل نہ کیا گیا ہو۔ علامہ ابن نجیم نے قواعد فقہیہ پر پہلے ایک رسالہ لکھا جس میں پانچ سو(500) قواعد جمع کیے اس کا نام تھا"**الفوائد الزینیة فی فقه الحنفیة**"بعدازاں اسی کتاب سے تحریک پیدا ہوئی اور اس کے نتیجے میں "الاشباہ النظائر" منصہ شہود پر آئی[59]۔ انہوں نے اس کتاب کی سات مختلف تقسیمات کیں ہیں اور انہیں فنون کا نام دیا ہے پہلے فن کی دو انواع ہیں پہلی نوع میں چھ قواعد کلیہ اور ان سے متعلقہ مسائل کو بڑے جامع اور مختصر انداز میں بیان کیا ہے جبکہ دوسری نوع میں دیگر انیس قواعد کلیہ بیان کیے ہیں، فن ثانی کیں فوائد کا تذکرہ ہے، فن ثالث میں جمع و فرق، فن رابع میں الغاز (پہیلیاں)، فن خامس میں حیلوں کا تذکرہ ہے، فن سادس میں فروق جبکہ ساتویں اور آخری فن میں حکایات و مراسلات کا بیان ہے۔

مجلة الاحکام العدلیة

عثمانیہ دور حکومت میں فقہ حنفی کے مسائل سے متعلق فقید المثال، نہایت قابل قدر اور مستند علمی کام"**مجلة الاحکام العدلیة**"کی تالیف ہے۔ تاریخ تشریع اسلامی پر کام کرنے والے مؤرخین نے اس تالیف کا دور جدید کی فقہی خدمات کا آغاز قرار دیا ہے۔ اسی وجہ سے جب وہ فقہ کے دور جدید پر بات کرتے ہیں تو سب سے پہلا حوالہ "مجلہ" کا دیتے ہیں۔[60] علامہ زرقاء نے مجلہ کی تالیف کو ساتویں فقہی دور کا آغاز قرار دیا ہے۔[61] یہ تالیف1293ھ میں اس کی تالیف پایہء تکمیل کو پہنچی۔ اس کار نمایاں کو سرانجام دینے کے لیے دس لوگوں کا انتخاب کیا گیا جنہوں نے پوری جانفشانی اور علمی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اس کتاب کو مکمل کیا۔ اصل میں یہ کتاب ترکی زبان میں تھی بعدازاں اس کا عربی ترجمہ کیا گیا۔ اس میں کل16 کتب، 63 ابواب، 16اور 167فصول اور 1851 دفعات ذکر کی گئی ہیں۔ کتاب کا آغاز صدر اعظم عالی پاشا کی خدمت میں منظوری کی رپورٹ سے ہوتا ہے بعد

59۔ زین الدین بن ابراہیم ابن نجیم، الاشباہ والنظائر، ص14
Zain uddīn bin Ibrāhīm ibn e nujāim, Alashbāh wnaẓāir, P 14

60۔ مناع خلیل القطان، تاریخ التشریع الاسلامی (الریاض: مکتبہ المعارف للنشر والتوزیع، 1417ھ/1996ء) ص403
Mannā kẖalīl alqaṭṭān, Tārīkẖ utashrī alislāmi (Alriyadh :Makatbah almārif lianashr wa ttwzi, 1417h/1996) P 403

61۔ مصطفیٰ احمد الزرقاء، المدخل الفقہی العام، ج1، ص225
Muṣṭafā Aḥmd alzrqā, Almadkẖal alfiqhi alām , P 225.

ازاں مقدمہ کا ذکر ہے جو دو مقالات پر مشتمل ہے پہلے مقالہ میں علم فقہ کی تعریف اور اس کے متعلقہ ابحاث کا بیان ہے جبکہ دوسرے مقالہ میں قواعد فقہیہ بیان کیے گئے ہیں۔اس کے بعد پہلی کتاب "کتاب البیوع" جبکہ آخری کتاب "کتاب القضاء" ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ مجلہ میں تمام فقہی ابواب سے متعلق قواعد اور متعلقہ ابحاث کی بجائے صرف معاملات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔اس تالیف میں کوشش کی گئی ہے کہ مفتی بہ اقوال لیے جائیں۔

قواعد فقہیہ سے متعلق چند اہم معاصر کتب

دور حاضر میں اہل علم نے قواعد فقہیہ پر بہت جامع ، عمدہ اور کئی جہات سے کام کیا ہے، "قواعد فقہیہ کی تاریخ، تعارف اور اس میدان میں قدماء کی اہم تالیفات کے تعارف کے حوالے سے عراق کے معروف عالم اور جامعہ امام محمد بن سعود کے معروف پروفیسر ڈاکٹر یعقوب الباحسین کی کتاب "**القواعد الفقہیہ**" جامع ترین کتاب ہے،اس کے علاوہ معروف محقق ڈاکٹر احمد علی ندوی کی مایہ ناز کتاب "**القواعد الفقهية، مفهومها، نشاتها، تطورها**" ڈاکٹر محمد الزحیلی کا ضخیم مقالہ "**القواعد الفقهية و تطبيقاتها فى المذاهب الاربعة**" ڈاکٹر عبد الوہاب ابو سلیمان کی کتاب "**النظريات والقواعد فى الفقه الاسلامى**" معروف محقق ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالعزیز العجلان کی کتاب "**اهمية القواعد الفقهية فى الفقه الاسلامى**" بھی اہم کاوشیں ہیں"۔[62] دو اجزا پر مشتمل ڈاکٹر عبد الرحمن بن صالح کی کتاب " **القواعد والضوابط الفقهية المتضمنة للتيسير**"[63] ان قواعد کو ذکر کرتی ہے جو فقہی مسائل میں آسانی پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ڈاکٹر محمد بکر اسماعیل کی کتاب " **القواعد الفقهية بين الاصالة والتوجية**"ہے۔ مؤلف نے اس کتاب میں گیارہ ابواب ذکر کیے ہیں اور ہر باب سے متعلق قواعد اور ضروری ابحاث کا تذکرہ کیا گیا

---

[62]۔ مولانا سمیع اللہ سعدی، ماہنامہ دار العلوم، شمارہ 1، جلد:100، ربیع الاول 1437 ہجری، جنوری 2016، ص 21

Molānā Sami ullh sadi, Monthly dārul ulōm, Issue 1, Vol 100, Rabiʿ al-Awwal 1437h, January 2016, P 21

[63]۔ ڈاکٹر عبدالرحمن بن صالح، القواعد والضوابط الفقهية المتضمنة للتيسير (مدینہ منورہ: الجامعۃ السلامیۃ 1432ھ/2003ء)

Dr, Abduraḥman bin ṣāliḥ, Alqawāid wa aḍawabiṭ alfiqhyh almutaḍmminh litysīr (Madinh Munawarh: Aljāmia alislāmia, 1432 h/2003m)

ہے[64]۔"**ایضاح القواعد الفقهية** " شیخ عبداللہ بن سعید اللحجی کی تالیف ہے۔اس کے تین ابواب ہیں پہلے باب میں پانچ قواعد کلیہ کبری کا بیان ہے، دوسرے میں قواعد کلیہ جبکہ تیسرے میں مختلف فیہ قواعد بیان کیے گئے ہیں۔[65]

"ڈاکٹر احمد علی ندوی نے ابواب المعاملات کے اہم قواعد کو تین ضخیم جلدوں میں "**موسوعة القواعد والضوابط الفقهية الحاكمة للمعاملاتِ**" کے نام سے جمع کیا ہے، فقہ اسلامی کے پانچ بنیادی قواعد کی تشریح کے حوالے سے معروف عالم ڈاکٹر صالح بن غانم السدلان کی ضخیم کتاب"**القواعد الفقهية الكبرى و ما تفرع منها**" اور مجلہ کے ننانوے قواعد کی تشریح، توضیح اور مصادر سے متعلق نامور فقیہ مصطفی الزرقاء کے والد احمد الزرقاء(م1357ھ) کی کتاب"**شرح القواعد الفقهيه**"اہم کتب ہیں[66]۔ مصطفی احمد الزرقا نے اپنی معروف کتاب "**المدخل الفقہی العام**" کی دوسری جلد میں القسم الثالث"**القواعد الكلية فى الفقه الاسلامى** "میں قواعد سے متعلق عمدہ مباحث ذکر کی ہیں[67]

قواعد فقہیہ میں اختلاف کی وجہ سے فقہاء کے اختلافات اور اس کے مسائل پر اثرات کے حوالے سے مراکش کے معروف عالم ڈاکٹر محمد الروکی کی کتاب "**نظرية التعقيد الفقهى و اثرها فى اختلاف الفقهاء**" اور شافعی فقیہ ڈاکٹر سعید الخن کی مایہ ناز کتاب"**اثر الاختلاف فى القواعد الاصولية فى اختلاف الفقهاء**" اہم کتابیں ہیں۔ قواعد فقہیہ کے حوالے سے عصر حاضر کی سب سے بڑی اور تاریخی کاوش"**موسوعة القواعد الفقهية**" ہے، تیرہ جلدوں کے اس ضخیم موسوعہ کے مصنف معروف محقق ڈاکٹر صدقی البورنو ہے۔اس میں مصنف نے حروف تہجی کے اعتبار سے پوری فقہ اسلامی کے اہم قواعد وضوابط کو جمع کیا ہے۔اس ضخیم موسوعہ میں چار ہزار سے زائد قواعد وضوابط ہیں"۔[68]ڈاکٹر بورنو کی ہی ایک تالیف"**الوجيز فى ایضاح قواعد الفقه الكلية**" بھی ہے جسے مؤسسۃ الرسالۃ نے شائع کیا ہے[69]

64۔ڈاکٹر محمد بکر اسماعیل،القواعد الفقہیة بین الاصالة والتوجیه(ہلیوبولس:دارالمنار،1417ھ/1996ء

Dr. Muḥammad bakr Ismāʿil, Alqawāid alfiqhiyh bynaI isālah wā tujīh(Halio bolas: dār ulmanār, 1417h/ 1996)

65 ۔ شیخ عبداللہ بن سعید اللحجی، ایضاح القواعد الفقہیة،(الکویت:دارالضیاء،1434ھ/2013م)

Shaikh Abdullh bin Saīd Allaḥji,Iḍāḥ ulqawāid ālfiqhiyh (AlKuwait :dāruldiā, 1434h/2013m)

66مولانا سمیع اللہ سعدی، ماہنامہ دارالعلوم، شمارہ1، جلد:100، ربیع الاول1437ہجری، جنوری2016، ص21

Molānā Sami ullh sadi, Monthly dārul ulōm, Issue 1, Vol 100, Rabiʿ al-Awwal 1437h, January 2016, P 21

67۔ مصطفی احمد الزرقاء، المدخل الفقہی العام، ج2، ص965 Muṣṭafā Aḥmd alzrqā, Almadkẖal alfiqhi alām , Vol 2, P 965.

68۔ مولانا سمیع اللہ سعدی، ماہنامہ دارالعلوم، شمارہ1، جلد:100، ربیع الاول1437ہجری، جنوری2016، ص21

Molānā Sami ullh sadi, Monthly dārul ulōm, Issue 1, Vol 100, Rabiʿ al-Awwal 1437h, January 2016, P 21

69۔ ڈاکٹر محمد صدقی بن احمد البورنو، الوجیز فی ایضاح قواعد الفقہ الکلیۃ(بیروت: موسسۃ الرسالۃ، 1416ھ/1996ء)

قواعد فقہیہ پر اردو زبان میں شائع ہونے والی چند کتب

ڈاکٹر محمود احمد غازی کی تالیف "قواعد کلیہ اور ان کا آغاز وارتقاء" قواعد کے عنوان پر خاص اہمیت کی حامل کتاب ہے۔اسے ادارہ تحقیقات اسلامی نے دسمبر 1992ء کو شائع کیا بعد ازاں یہ اپریل 2014ء میں شائع کی گئی[70]۔اس میں قواعد پر ہونے والے کام کے جائزے کے ساتھ ساتھ "قواعد کلیہ کے موضوعاتی مطالعہ " کے عنوان سے عمومی قواعد،اصولی قواعد،عبادات سے متعلقہ قواعد،دیوانی معاملات سے متعلقہ قواعد،فوجداری معاملات سے متعلقہ قواعد،ضابطہ شہادت سے متعلقہ قواعد کے عنوانات سے 86 قواعد ذکر کیے ہیں۔"فقہ حنفی کے اساسی قواعد" کے نام سے الاستاذ ابو العرفان محمد انور مگھالوی کی تالیف جسے 2003 میں مکتبہ زاویہ سے شائع کیا گیا[71]۔اس میں مؤلف نے 100 قواعد کا مع توضیح وامثلہ ذکر کیا ہے۔مفتی اسامہ پالن پوری (انڈیا) کی تالیف فقہی ضوابط (تشریحات، تفریعات، تمثیلات)2010 میں مکتبہ حجاز دیوبند انڈیا سے شائع ہوئی۔اس میں انہوں نے فقہی ابواب بندی کے مطابق قواعد وضوابط اور ان کی تشریحات کو بیان کیا ہے۔مفتی شاد محمد شاد کی تحقیقی کاوش "فقہی قواعد کا تحقیقی مطالعہ " کے عنوان سے شائع ہوئی۔اس کتاب کو دار الصدق لنشر البحوث الاسلامیۃ والعلمیۃ نے دسمبر 2020 کو صوابی سے شائع کیا[72]۔یہ کتاب اصل میں "مجلۃ الاحکام العدلیۃ" کے 99 قواعد کی تحقیق و تطبیق پر مشتمل علمی کام ہے۔مفتی اعجاز احمد نے "مجلۃ الاحکام العدلیۃ" کو اردو کے قالب میں ڈھالا اور تحقیق کے ساتھ "اسلامی بینکاری اور تجارتی قوانین" کے نام سے شائع کروایا۔

خلاصہ کلام

مختلف علوم کی طرح فقہی قواعد بھی بہت سے ارتقائی مراحل طے کرتے ہوئے موجودہ صورت تک پہنچے ہیں۔آغاز میں فقہاء کرام قرآن و حدیث ، اقوالِ صحابہ پر مشتمل جملوں کو مسائل کے حل میں استعمال کرتے اور اپنی کتب میں درج کر لیتے یہ قواعد کے ارتقاء کا غیر محسوس سفر تھا۔جیسا کہ امام ابو

Dr. Muḥammad Sidqi bin Aḥmad alborno, Alwajīz fī Iḍāḥ Qawāid alfiqh alkulliah(Beirut: Moassasulrisālh, 1416h/1996m)

70 ۔ڈاکٹر محمود احمد غازی، قواعد کلیہ اور ان کا آغاز وارتقاء(اسلام آباد: شریعہ اکیڈمی،2014ء)ص38

Dr.Maḥmood Aḥmd Ghāzi,Qawāid Kulliah or un Kā Aġāz o irtiqā,(Islāmabād:Sharih Academy 2014)

71 ۔ محمد انور مگھالوی، فقہ حنفی کے اساسی قواعد،(لاہور: مکتبہ زاویہ،2003ء)

Muḥammad Anwar Maghālwi, Fiqh Ḥnafiky Asāsi Qawāid, (Lahore:Maktabh Zāwih 2003)

72 ۔ مفتی شاد محمد شاد، فقہی قواعد کا تحقیقی مطالعہ،(صوابی،دار الصدق لنشر البحوث الاسلامیۃ و العلمیۃ،2020ء)

Mufti Shād Muḥmmad Shād,Fiqhi Qawāid kā taḥqiqi Muṭāliah (Sawābi, Dār uṣsidq linashr il boḥōṯ ul Islāmiah wa ilmiah, 2020)

یوسف، امام محمد اور امام شافعی کی کتب میں ملتا ہے۔ بعد میں آنے والے فقہاء نے انہیں قواعد کی شکل میں دیکھا تو انہیں اصول کا نام دیتے ہوئے زبانی یاد کیا اور اس سے مسائل حل کرنا شروع کر دیے جیسا کہ علامہ ابو طاہر دباس اور ابو سعید ہروی کے واقعہ سے عیاں ہے۔ پھر قواعد کی علیحدہ کتب ترتیب دینا شروع کی گئیں۔ فقہاء احناف اس علم میں باقی فقہاء سے سبقت رکھتے ہیں۔ چنانچہ امام ابو الحسن کرخی کی پہلی باقاعدہ علمی کاوش سامنے آئی بعد ازاں امام نسفی نے اس کی تشریح کی اور مثالوں کے ساتھ اس کتاب کے قواعد کی توضیح کی پھر تاسیس النظر منصہ شہود پر آئی۔ یوں قواعد فقہیہ پر باقاعدہ تصانیف کا آغاز ہو گیا۔ "ہر گل را بوئے دیگر" کے مصداق ہر مؤلف نے دوسرے سے ہٹ کر کام کیا۔ کچھ نے تشریحات کے ساتھ تفصیل بیان کی تو کسی نے اختصار کے ساتھ قواعد کو ذکر کیا۔ کہیں قواعد کے ساتھ مقاصد شریعت ملحوظ خاطر رکھا گیا تو کہیں ان کی ترتیب میں فقہی موضوعات کا لحاظ رکھا گیا۔ بعض اہل علم نے حروف تہجی کو پیش نظر رکھتے ہوئے قواعد جمع کیے تو بعض نے کسی خاص عنوان کے تحت قواعد کی تالیف کا کام سرانجام دیا۔ عصر حاضر میں قواعد فقہیہ کو اہل علم کی خاص توجہ حاصل رہی ہے۔ چنانچہ ان پر مختلف جامعات میں عمدہ کام کروائے گئے اور قواعد سے متعلق موسوعہ کی طرف بھی توجہ کی گئی اور ایک مبسوط موسوعہ تیار کیا گیا۔ اردو زبان میں بھی اس پر عمدہ کام کیا گیا۔ بعض کتب کا ترجمہ ہوا خصوصا "مجلۃ الاحکام العدلیۃ" کا اور بعض اہل علم نے مستقل تالیف کے طور پر قواعد کو جمع کیا، ان کا اردو ترجمہ کیا اور ان کی تشریح و توضیح کا کام سرانجام دیا۔